اپنی اُنگلی

نمرہ احمد

تخت پر بیٹھی تھیں۔ سبزی کی ٹوکری سامنے رکھے، وہ
مچھلی کر دانے ایک علیحدہ پیالے میں ڈال رہی
تھیں۔ اسے ان کی مدد کروانی چاہیے۔ یہی سوچ کر وہ

بیڈ کور احتیاط سے تہ کر کے رکھا اور بال ٹھیک سے لپیٹتی
باہر آ گئی۔ شادی کی دعوتوں میں اتنا وقت ہی نہیں ملا کہ
خالہ کا کچن میں ہاتھ بٹاتی۔ خالہ بھی چونکہ ساس سے قبل

اپنی انگلی

نمرہ احمد

امی کی فرسٹ کزن تھیں اور کام کے معاملے میں سخت نہیں تھیں۔ اس لیے خود سے نہیں ٹوکا۔ اب بھی وہ اپنے طور پر احساس کر کے ہی آئی تھی۔

"لائیں خالہ، میں کر دیتی ہوں۔" ان کے سامنے تخت پر بیٹھتے ہوئے اس نے بہت ادب سے ٹوکری لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

"نہیں نہیں بیٹا، میں کرلوں گی ابھی تو تمہارے یہ کرنے کے دن نہیں ہیں۔" انہوں نے پُرشفقت انداز میں مسکرا کر کہا۔

"چلیں پھر میں آپ کے ساتھ کروا دیتی ہوں۔" اس نے رسان سے کہتے ہوئے مٹر کی تھیلی میں ہاتھ ڈالا۔ خالہ مسکرا کر رہ گئیں۔

لیلیٰ نے مٹر چھیلتے ہوئے ایک نظر پیالے پر ڈالی جس میں نکلے ہوئے سبز دانے رکھے تھے۔ وہی کچے مٹر کھانے کی عادت...... مگر ظاہر ہے وہ یہاں یہ کام نہیں کرسکتی تھی سو خود کو روکے مٹر چھیلتی رہی۔

"ابھی کوئی آیا تھا خالہ... مجھے آواز آئی تھی مگر جب میں آئی تو آپ اکیلی بیٹھی تھیں۔" اس نے صرف برائے بات پوچھا۔ گھر میں وہ دونوں ہی تو تھیں، وصی آفس گئے تھے، سسر حیات نہیں تھے اور اس کی بڑی نند رابعہ آپا پہلے سے ہی بیاہی ہوئی تھیں، دوسرے شہر میں رہتی تھیں اور ولیمے کے دو روز بعد ہی واپس چلی گئی تھیں۔

"ہاں، وہ فیروزہ تھی اِدھر محلے میں ہی رہتی ہے، پرانا ساتھ ہے، ادھار لیا تھا اس نے، وہی لوٹانے آئی تھی۔"

"آہ ہاں......" اس نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔ بہت دقتوں سے وہ کچے مٹر درمیان میں پھانکنے کی عادت کو قابو کیے بیٹھی تھی۔

"فیروزہ کے آج کل حالات خراب چل رہے ہیں، بیٹا ساری تنخواہ بیوی کے ہاتھ میں دیتا ہے، ماں کو کچھ نہیں دیتا۔ اوپر سے فیروزہ پہ دو جوان بیٹیوں کا بوجھ بھی ہے۔ بہو الگ ناک چڑھائے رکھتی ہے۔" خالہ یونہی کسی کی بہو کا ذکر کر رہی تھیں مگر وہ ذرا سنبھل کر بیٹھ گئی۔

"فیروزہ کی تو ناک میں دم کر رکھا ہے اس کی بہو نے۔ وہ تو ایک لفظ کہنے کی مجاز نہیں رہی، ورنہ بیٹا بیوی کے کہنے میں آکر وہ سناتا ہے کہ حد نہیں، پہلے ہی سال گھر الگ کرلیا، اب صرف اپنا گھر چلاتا ہے، ماں کو مشکل سے ہی کچھ دیتا ہے، کتنی ہی دفعہ فیروزہ کے گھر کھانے کو بھی کچھ نہیں ہوتا۔" مٹر چھیلتے ہوئے اس کے ہاتھ سست پڑ گئے۔ وہ اب آنکھوں میں ہمدردی اور تاسف لیے غور سے خالہ کی بات سن رہی تھی۔

"بے چاری فیروزہ آنٹی!" اس نے موزوں سابقہ جوڑتے ہوئے اظہارِ خیال کیا۔ "ان کے ساتھ تو بہت ظلم ہو رہا ہے خالہ۔ بہت بڑی آزمائش ہے یہ!"

"کیا کہہ سکتے ہیں بیٹا، بس اللہ سب پر رحم کرے لیکن وہی بات ہے کہ انسان اپنے ہاتھوں کی کمائی اپنے سامنے ضرور دیکھتا ہے۔"

"کیا مطلب خالہ؟" وہ اُلجھ کر انہیں دیکھنے لگی۔

"یہ جو فیروزہ ہے نا، اس کی ایک بیوہ نند تھی۔ برسوں پہلے جب وصی اسکول میں تھا ان دنوں وہ فیروزہ کے ساتھ ہی رہتی تھی۔ اس کی ایک بیٹی تھی پتا نہیں کیا نام تھا اس کا مگر اس بچی سے تو فیروزہ کو خدا واسطے کا بیر تھا۔ محاورتاً نہیں حقیقتاً اس بچی کے منہ کا نوالہ چھین کر اپنے بیٹے کو کھلاتی تھی۔ اسی بیٹے کی پڑھائی اور دوسرے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے وہ اپنے شوہر کو بہن کو پیسے نہیں دینے دیتی تھی۔ آج دیکھو، وہی بیٹا اس کے ساتھ کیا کر رہا ہے۔"

"اوہ......" اس کے چہرے پر تحیّر بکھر گیا۔ چند لمحے قبل فیروزہ خاتون کے لیے جو ہمدردی کا گوشہ، محسوس کر رہی تھی، وہ جیسے ختم ہو گیا تھا۔ اسے واقعتاً یہ خیال آیا کہ یہ تو وہی محاورہ ہوا کہ جیسی کرنی، ویسی بھرنی۔

"اب اس کی نند تو بے چاری بیٹی کی شادی کر کے خالقِ حقیقی سے جا ملی مگر آج دیکھو، اللہ تعالیٰ کا

مکافاتِ عمل۔ وہ آزمائش کی صورت میں سزا اس طرح دیتا ہے۔"

"واقعی!" وہ سر ہلا کر متفق انداز میں بولی۔ من میں عجیب سی رنجیدگی پھیل گئی تھی۔ کچے مٹر اسے بھول گئے تھے۔

ہوا نے صحن میں درخت تلے گرے پتوں کو ہلکی سی آواز کے ساتھ بکھیر دیا۔ اس نے یونہی اس طرف درخت کو دیکھا پھر اس کے عقب میں بنی دیوار کو۔

"خالہ، یہ جو اس دیوار کے پیچھے بانو باجی رہتی ہیں ناں، انہوں نے مجھے اچھی خاصی سلامی دی تھی۔ بہت نائس خاتون ہیں، میں آپ کو بتانا ہی بھول گئی۔" اپنی بھول پر اسے خفت ہوئی۔

"خیر ہے، کوئی بات نہیں۔ بانو بھی بس ہمارے ساتھ کئی برسوں سے ہے، وصی کو چھوٹے بھائیوں کی طرح پیار کرتی ہے، کبھی زیادہ مہمان آجائیں تو میں اسے مدد کے لیے بلوا لیتی ہوں۔ مٹر تو ختم ہو گئے، لیلیٰ ذرا چھری لے آؤ، آلو چھیل لیتے ہیں، میں لانا ہی بھول گئی۔"

"جی، میں لائی۔" وہ پہلے دنوں کی تابعداری سے کہتے ہوئے فوراً سلیپرز پہنتی اٹھی۔ چند ہی لمحے بعد وہ دو چھریاں لیے باہر آئی۔ خالہ نے مسکرا کر اپنی بہو کو دیکھا۔

"ویسے آپ کیا بنا رہی ہیں...... مکس سبزی!" اس نے تخت پر رکھی سبزیوں کی ٹوکری کو دیکھتے ہوئے خود ہی اپنے سوال کا جواب دے دیا۔ آلو، مٹر، گاجر، گوبھی۔

"ہاں، وصی کو بہت پسند ہے۔ اتنے دن سے گوشت کھا رہے تھے...... سوچا آج سبزی بنا لوں۔"

"جی، بہتر!" وہ مسکرا کر کہتی آلو چھیلنے لگی۔ چھلکا اترنے سے آلو کی پیلی جلد جھلکنے لگی۔ وہ اپنے گھر میں بہت شوق سے آلو چھیل کر چپس کاٹ کر فرائی کرتی اور اتنے ڈھیر سارے بناتی تھی کہ سب کھالیں، سب یعنی امی، ابا، چھوٹا مسعود اور بہن

جویریہ۔ آلو کے چپس کا تو اسے کمرا بھرا ہوا مل جائے وہ حلفیہ کہتی تھی کہ اسے پورا کھا سکتی تھی مگر یہاں ایسی بچکانہ باتیں وہ ابھی نہیں سوچ سکتی تھی۔ اس نے سر جھٹک کر سوچا باتوں کا سلسلہ کہاں ٹوٹا تھا؟

''آپ بانو آپا کا بتا رہی تھیں، وہ بہت مدد کرتی ہیں ناں آپ کی۔''

''ہاں، اکیلی جو ہوتی ہے۔''

''اکیلی رہتی ہیں؟''

''نہیں، بیٹا ہے ایک چھوٹا اور ماں بھی ہے، باپ عرصہ ہوا فوت ہو چکا اور بھائی بیرونِ ملک ہے۔''

''تو اُن کے شوہر؟'' وہ بہت غور سے ان کی جانب متوجہ تھی۔

''طلاق ہو چکی ہے اسے۔''

''اوہ......'' اس کے دل کو دھکا سا لگا۔ خوش خلق اور مسکراتی ہوئی بانو آپا کا چہرہ نگاہوں کے سامنے گھوم گیا۔

''بچہ دو ماہ کا تھا جب شوہر نے نکال دیا۔ اب وہ آٹھ برس کا ہو چکا ہے۔ ان سات، آٹھ برسوں میں اس نے خود ہی نوکری کر کر کے، دھکے کھا کر، محنت سے کما کر بچے کو پالا ہے، اس کا باپ تو پوچھتا ہی نہیں ہے۔ بڑا مشکل وقت دیکھا ہے بانو نے۔'' خالہ نے گہری سانس لیتے ہوئے جیسے تاسف انگیز یادوں کو جھٹکنے کے لیے سر جھٹکا۔

''بڑی آزمائش سے گزری ہیں بے چاری پھر تو......!'' اسے بہت افسوس ہوا تھا۔

''سچ پوچھو لیلیٰ تو بانو نے اپنی بھابی کے ساتھ بھی یہی کیا تھا۔''

''جی؟'' وہ بری طرح چونکی۔

''اس کے بھائی نے پسند کی شادی کی تھی۔ تب بانو غیر شادی شدہ تھی، اس نے ماں کے ساتھ مل کر بھابی کا ناطقہ بند کر رکھا تھا۔ بالآخر دباؤ میں آ کر بھائی نے اسے طلاق دے کر گھر سے نکال دیا مگر خود اتنا ٹوٹ گیا کہ چند ماہ بعد ہی بیرونِ ملک چلا گیا۔ تب کا گیا اب تک نہیں آیا، خرچہ بھی نہیں بھیجتا اور پھر آج دیکھو، بانو کو اس کے شوہر نے اسی طرح نکالا اور اب وہ ایسے ہی دھکے کھاتی پھر رہی ہے جیسے اس کی بھابی نے کھائے ہوں گے۔''

لیلیٰ بس سر ہلا کر رہ گئی۔ بانو آپا کا یہ چہرہ سامنے آیا تو جیسے دل اچاٹ ہو کر رہ گیا۔ ''انسان بھی اپنے اعمال سے اپنے لیے کیا، کیا کما لیتا ہے۔'' اس نے تاسف سے سوچا تھا۔

''آلو چھل گئے تو اب وہ گوبھی کاٹنے لگی۔ خالہ نے بھی ہاتھ نہیں روکا، وہ ساتھ ہی کام کروا رہی تھیں مگر پھر فون کی گھنٹی بجی تو وہ اٹھ گئیں۔ جب تک وہ بات کر کے واپس آئیں، گوبھی کٹنے کے قریب تھی۔

''رقیہ تھی، مظاہر کی امی، شادی پہ دیکھا ہوگا تم نے؟'' وہ واپس چھری سنبھالتے ہوئے تخت پر بیٹھیں۔

''آ......نہیں، ابھی رشتوں کی اتنی سمجھ نہیں آئی۔'' اس نے خفت سے اعتراف کیا۔

''خیر ہے، آہستہ آہستہ سمجھ آ جائے گی، رقیہ میری جیٹھانی ہے، اس کا بیٹا مظاہر ہے جو وہیل چیئر پر تھا۔''

''اوہ اچھا، یاد آ گئے، انہوں نے مجھے سلامی بھی دی تھی۔'' اس نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

خالہ نے ایک اور ''سبزی'' پہ ''چھری'' چلانی شروع کی۔

''چار سال ہونے کو آئے مظاہر کے ایکسیڈنٹ کو......ٹانگیں بالکل مفلوج ہو کر رہ گئی ہیں، بہت ترس آتا ہے بے چارے پہ۔''

''جی، بہت بھلے مانس سے آدمی لگتے ہیں، کتنے بہن، بھائی ہیں یہ لوگ؟''

''بس دو بھائی ہیں، بڑا مظاہر ہے اور چھوٹا ابھی پڑھ رہا ہے۔''

''کیسے ہوا تھا اُن کا ایکسیڈنٹ؟'' اس کی چھری تلے کٹتے گوبھی کے ننھے ننھے پھول کٹ کٹ

[illegible] تھے۔

''بس بیٹا، گاڑی کسی ٹرک سے ٹکرا گئی تھی۔ اللہ جھوٹ نہ بلوائے، مظاہر کے ابا واپڈا میں تھے۔ ساری عمر حرام کمایا اور کھایا، جب ریٹائر ہوئے تو اتنا بچا رکھے تھے کہ اتنی بڑی کوٹھی بنالی۔ کوٹھی مکمل ہوئی تو مظاہر کی شادی طے کر دی۔ ابھی شادی میں دو ماہ تھے کہ حادثہ ہو گیا اور منگنی ٹوٹ گئی۔ وہی اظہر بھائی، میرے جیٹھ، جو سب کو حقارت سے دیکھا کرتے تھے۔ آج دیکھو، پیسہ پانی کی طرح بہا کر مظاہر کا علاج نہیں کرا سکے۔ اسی لیے سیانے کہہ گئے تھے کہ حرام کی کمائی کا وبال ضرور آتا ہے۔ ماں، باپ کے گناہوں کی سزا اولاد کو ضرور ملتی ہے۔''

''چچ چچ......'' لیلیٰ نے دکھی دل کے ساتھ سر نفی میں ہلایا۔

خالہ صحیح کہہ رہی تھیں۔ پتا نہیں لوگ حرام کماتے ہوئے مکافاتِ عمل کو کیوں بھول جاتے ہیں؟

''آپ رہنے دیں خالہ، گاجر میں کاٹ لوں گی۔'' اس نے گوبھی ختم ہونے پر گاجر کا برتن اپنے سامنے کر لیا۔

''خیر ہے بیٹا، مجھے ساتھ کام کر کے اچھا لگے گا۔'' انہوں نے نرمی سے اصرار کرتے ہوئے گاجر اٹھالی اور اس کے گول گول قتلے کاٹنے لگیں۔

''تمہارا جوڑا بہت پیارا ہے لیلیٰ، جہیز کا ہے؟''

''نہیں خالہ، یہ تو رابعہ آپا نے مجھے گفٹ کیا تھا۔ ریڈی میڈ ہے، کسی بہت اچھے بوتیک کا۔''

''اچھا ہاں، دِکھا رہی تھی مگر مجھے اب رنگ کہاں یاد رہتے ہیں۔ بہت اچھا کپڑا ہے یہ تو۔''

''جی، رابعہ آپا کا ٹیسٹ بہت اچھا ہے، ان کے اپنے کپڑے بھی بہت خوب صورت ہوتے ہیں۔'' اس نے کھلے دل سے اپنی اکلوتی نند کی تعریف کی۔ خالہ نے مسکرا کر سر ہلایا۔

''اس کا دل بھی اتنا ہی اچھا ہے، بہت نیک بچی ہے میری۔''

''سو تو ہیں۔'' اس نے گاجر کاٹتے ہوئے اثبات میں سر ہلا کر تسلیم کیا۔ ''ان کی بیٹی بھی بہت پیاری ہے، ویسی ہی پیار کرنے والی۔'' کہتے ہوئے اس کی اپنی آواز میں ذرا سا دکھ بھر آیا۔ خالہ کے چہرے پر بھی حزن پھیل گیا۔

رابعہ آپا کی بیٹی پیدائشی ابنارمل تھی۔ وہ downs , syndrome کا شکار تھی اور اس کی شکل بالکل ویسی تھی جیسی اس بیماری کے شکار افراد کی ہوتی ہے۔

''رابعہ آپا بہت خیال رکھتی ہیں چھوٹی کا۔ بہت مشکل وقت دیکھا ہوگا انہوں نے۔''

''ہاں بس، بڑی آزمائش ہے میری بچی پہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ بیمار بیٹی کے ساتھ حالات کا بہت بہادری سے مقابلہ کیا ہے اس نے۔ تم بھی دعا کرنا اس کے لیے......اس کی آزمائش بہت کڑی ہے لیکن لیلیٰ پھر اللہ اپنے نیک بندوں پہ ہی مصیبت ڈال کر ان کو آزماتا ہے اور یہ اولاد کی آزمائش تو ویسے بھی انبیا کی آزمائش ہوتی ہے۔ بس اللہ میری بیٹی کو اس آزمائش میں کامیاب کرے اور اس کا اجر دو جہان میں اسے عطا کرے، آمین۔''

وہ ''ثم آمین'' بھی نہ کہہ سکی۔ وہ بس سر جھکائے گاجر کاٹ رہی تھی۔ اس کے دل میں ایک عجیب سا احساس پیدا ہوا تھا۔ شاید اندر ہوتی اس پکڑ دھکڑ کے باعث بے خیالی میں چھری نے اس کی انگلی پر خراش لگا دی۔ خون کی ننھی سی بوند انگلی کی پور سے ٹپکی۔ اس نے انگوٹھے سے زخمی پور کو دبایا پھر کٹی ہوئی چھلی ہوئی سبزیوں کو دیکھا جو مختلف برتنوں میں تخت پر رکھی تھیں۔

''پرائی سبزی کاٹنا جتنا آسان ہوتا ہے اپنی انگلی کاٹنا اتنا ہی تکلیف دہ۔'' لیلیٰ نے بے اختیار سوچا تھا۔